شیعہ مذہب

المعروف

تحفہ جعفریہ

از کتب شیعہ

فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

محقق اسلام شیخ الحدیث الحاج علامہ
محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
بانی: جامعہ رسولیہ شیرازیہ

مکتبہ نوریہ حسنیہ
جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

فصل ثالث

خلفاء ثلاثہ کے انفرادی فضائل

از کتب شیعہ

فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

فضیلت ۱:

آیت: اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (پ ۱۰ع)

ترجمہ:

جب کفار نے انہیں مکہ سے نکال دیا۔ تو وہ اس وقت دو میں کا دوسرا تھا۔ جس وقت وہ دونوں غار میں تھے۔ جب ایک (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرے کو فرما رہا تھا۔ غم نہ کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے

تفسیر قمی: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غارِ ثور میں ابوبکر کے حجابات کو اٹھا کر لقب صدیق عطا فرمایا

فَاِنَّهٗ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهٖ رَفَعَهٗ اِلٰى اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فِي الْغَارِ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى سَفِيْنَةِ جَعْفَرٍ فِيْ اَصْحَابِهٖ يَعُوْمُ فِي الْبَحْرِ وَاَنْظُرُ اِلَى الْاَنْصَارِ مُحْتَبِيْنَ

فِیْ اَفْنِیَتِہِمْ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ تَرَاھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرِنِیْہِمْ فَمَسَحَ عَلٰی عَیْنِہٖ فَرَاٰھُمْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اَنْتَ الصِّدِّیْقُ -

(تفسیر قمی ص ۲۶۵ تا ۲۶۶ مطبوعہ ایران طبع قدیم)

ترجمہ: حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات غار میں تھے۔ تو آپ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحنوں میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ازراہِ تعجب عرض کی۔ کیا آپ واقعی دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کی مجھے بھی دکھلا دیجئے۔ تو آپ نے ابو بکر کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر انہیں بھی یہ سب کچھ نظر آگیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو "صدیق" ہے۔

منہج الصادقین: غارِ ثور میں گھرانۂ ابو بکر صدیق کی بے مثال خدمات اور قربانیاں

پس پیغمبر (ص) شب پنج شنبہ در شہر مکہ امیر المومنین (ع) را بر جائے خود بخوا بانید و خود را از خانہ ابو بکر برفاقت او بیروں آمدہ بداں غار توجہ نمود و شب آنجا بیتوتہ فرمود...... مجاہد گوید کہ رسول (ص) سہ شبانہ روز در غار بود۔ واز عروہ روایت است کہ ابو بکر را گوسفندی چند بود۔ نماز شام عامر بن فہیرہ آں گوسفنداں را بر در غار راندی و ایشاں از شیر گوسفنداں۔ خوردندی و قتادہ گوید کہ عبدالرحمٰن در خفیہ بامداد و شبانگاہ آمدی و برائے ایشاں طعام آوردی۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد چہارم ص ۲۵۷)

ترجمہ:

شبِ جمعرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور خود ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں اِن کے گھر سے "غارِ ثور" کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور رات وہیں آرام فرمایا (آگے چل کر اسی تفسیر میں لکھا ہے) مجاہد کہتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تین رات دن وہاں غار میں قیام پذیر رہے۔ عروۃ سے روایت ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چند بھیڑ بکریاں تھیں۔ نماز مغرب کے بعد ابو بکر کے غلام "عامر بن فہیرہ" ان بکریوں کو غار کے دھانے پر لے آتے۔ اور یہ دونوں حضرات ان کا دودھ نوش فرماتے قتادہ کہتے ہیں۔ کہ ابو بکر صدیق کے بیٹے جناب عبد الرحمن خفیہ طور سے صبح شام انہیں کھانا پہنچاتے رہے۔

مذکورہ آیت اور اس کی شیعہ تفسیروں سے مندرجہ ذیل فضائلِ صدیق ثابت ہوگئے

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ جس سے انہیں جعفر طیار کی دریا میں کھڑی کشتی اور اپنے گھروں کے صحن میں کھڑے انصار نظر آنے لگے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں "صدیق" کا لقب عطا فرمایا۔

۲۔ شبِ ہجرت حضور صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق کے گھر تشریف لے گئے۔ اور انہیں ہجرت میں شریک اور رفیقِ سفر بنایا۔

۳۔ اس غار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کو دودھ پیش کرنے والے ابو بکر کے غلام "عامر بن فہیرہ" ہی تھے۔

۴۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبد الرحمن تھے۔ جنہوں نے حالات سے

آگاہی اور کھانے کا انتظام مہیا کیا تھا۔

لہذا معلوم ہوا۔ کہ شب ہجرت جو جانی مالی قربانیاں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں نے دیں۔ ان کی مثال دیگر صحابہ کرام میں نہیں ملتی۔ اور حضور کا اس رات ابو بکر صدیق کو بطور رفیق انتخاب فرمانا ان کے علو درجات اور فضیلت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

فضیلت ۲: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمثال خدمات کی وجہ سے جنت میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے۔

تفسیر حسن عسکری

اَمَرَكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهٗ اٰنَسَكَ وَسَاعَدَكَ وَوَازَرَكَ وَثَبَتَ عَلٰى تَعَاهُدِكَ وَ تَعَاقُدِكَ كَانَ فِى الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ وَفِىْ غُرُفَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ۔

(تفسیر حسن عسکری ص ۲۳۱)

ہجرت کی رات جبرائیل نے آپ کو اللہ کا پیغام دیا۔ کہ آپ اپنے ساتھ ابو بکر صدیق کو لے لیں۔ کیوں کہ اس نے ... سے محبت کی۔ آپ کی معاونت کی۔ آپ کا بوجھ اٹھایا۔ اور آپ کے ساتھ معاہدات و کاروبار میں ثابت قدم رہا۔ جنت میں آپ کے رفقاء میں سے ہو گا۔ اور آپ کے مخلص احباب کے ساتھ جنت کے بلند ترین محلات میں ہو گا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اے ابو بکر! کیا تو اس بات پر راضی ہے۔ کہ میرے ساتھ رہے۔ اور دشمن جہاں مجھے تلاش کرنے کے درپے ہوں۔ تجھے بھی تلاش کریں۔ اور تیری نسبت یہ معلوم کر لیں۔ کہ تو نے مجھے اس دعوائے نبوت پر آمادہ کیا۔ اس وجہ سے تجھے میرے باعث بہت سی تکالیف دیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! اگر میری عمر دنیا کے قیام تک ہو۔ اور سخت ترین مصائب کا مجھے سامنا کرنا پڑے۔ نہ موت آرام سے آئے۔ اور نہ زندگی میں راحت نصیب ہو۔ لیکن یہ کچھ

آپ کی محبت کی وجہ سے ہو، تو مجھے یہ سب کچھ صرف آپ کی محبت کی خاطر منظور ہے۔ اور اگر مجھے دنیا کی شاہی مل جائے اور عیش و عشرت سے زندگی بسر کرنا حاصل ہو جائے لیکن یہ سب کچھ آپ کی مخالفت کی وجہ سے ہو تو میں اس شاہی اور عیش و عشرت پر تھوکتا بھی نہیں۔ یا رسول اللہ! میرے اہل و عیال اور جان و مال سب آپ کی امانت ہیں۔ اور آپ پر نثار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر سن کر ارشاد فرمایا۔

تفسیر حسن عسکری | لَاجَرَمَ اِنَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى قَلْبِكَ وَوَجَدَ مَا فِيْهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِكَ جَعَلَكَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ -

(تفسیر حسن عسکری عربی ص ۲۳۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے دل کے خیالات پر مطلع ہے اور جو کچھ تو نے زبان سے کہا۔ اگر اس کا دل ساتھ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے میرے ساتھ ایسی حیثیت بخشے گا۔ کہ جس طرح جسم کے ساتھ آنکھوں، کانوں اور سر کی حیثیت ہے۔

فضیلت ۲:

حملہ حیدری | چنیں گفت راوی کہ سالارِ دیں | چو سالم بحفظ جہاں آفریں!

زنزدیک آں قوم پر مکر رفت! | بسوئے سرائے ابوبکر رفت

پئے ہجرت آں نیز ایستادہ بود | کہ سابق رسولش خبر دادہ بود

نبی بود در خانہ اش چوں رسید | بگوشش ندائے سفر در رسید

چوں بوبکر زاں حال آگاہ شد! | ز خانہ بیروں رفت و ہمراہ شد

چوں رفتند چندیں بدا ماں دشت | قدوم فلک سائے مجروح گشت

ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت! | ولے زیں حدیث است جائے شگفت

کو در کس چناں قوت آمد پدید — کہ بار نبوت تواند کشید

برفتند القصہ چندے دگر ! — چو گردید پیدا نشانِ سحر !

بدیدند غارے دراں تیرہ شب — کہ خواندے عرب غار ثورش لقب

گرفتند در جوف آں غار جائے — ولے پیش ابوبکر بنہاد پائے

بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید ! — قبا را بدرید آں رخنہ چید

بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا — یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضاء !

برائے رخنہ ماندہ آں یار غار ! — کف پائے خود را نمود استوار

نیامد جز او ایں شگرف از کسے — کہ دور از خردمی نمائد بسے !

نیامد چنیں کارے از غیر او — بدیں ساں چو پرداخت از رفت او

درآمد رسول خدا ہم بغار ! — نشستند یک جا بہم ہر دو یار

چوں شد کار پرداختہ ہم چناں — رسیدند کافر پیا پے ذکر آں

درآندم بکف پائے آں یار غار — کہ بر روئے سوراخ بود استوار

رسیدش ز دندانِ مار گزند ! ! — وز آں درد افغانِ او شد بلند

پیغمبر باو گفت آہستہ باش — رسیدند اعدا ار سخن راز فاش

مکن غم مگرداں صدا را بلند ! — کہ از زخم افعی نیابی گزند !

بغار اندروں تا سہ روز و شب — بسر برد آں شاہ بفرمانِ رب

شدے پور بوبکر ہنگام شام ! — بیاوردے در آں غار آب و طعام

نمودے ہم از حال اصحاب شر — حبیب خدائے جہاں را خبر

نبی گفت پس پور بوبکر را — کہ اے چوں پدر اہل صدق و صفا

دو جمازہ باید کنوں راہوار ! — کہ ما را رساند بہ یثرب بار !

ہم از اہل دین آمد یکے جلودار — بروکرد راز نبی آشکار ! !

ازو جملہ دار ایں سخن چوں شنود | دو جمازہ دردم مہیا نمود ہ
نہی شد آزاں قوم آں کوہ دشت | رسول خدا عازم راہ گشت
بہ صبح چہارم بر آمد ز غار | دو جمازہ آوردہ بد جملہ داد
نشست از شتر آں شاہ دیں | ابو بکر را کرد با خود قریں

(حملہ حیدری مطبوعہ تہران ص ۲۸)

ترجمہ:

راوی روایت کرتا ہے۔ کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کی حفاظت کے ساتھ اس مکار قوم کے ہاتھوں سے نکل کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ تو ہجرت کے لیے پیشگی اطلاع ملنے پر ابو بکر تیار بیٹھے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ابو بکر کے گھر تشریف لائے۔ تو انہیں سفیر ہجرت کی آواز سنائی دی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو ئے۔ اور چلتے چلتے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ لیکن یہ بات بہت انوکھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے بظاہر کمزور انسان میں نبوت کا بوجھ اٹھانے کی طاقت آگئی مختصر یہ کہ تھوڑا اور آگے بڑھے۔ جب وقت سحر ہوا۔ تو اس پہاڑ میں ایک ثور نامی غار میں جا گزیں ہو گئے۔ پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے۔ اس کے تمام سوراخوں کو اپنی قبا کے ٹکڑوں سے بند کر دیا۔ اتفاقاً ایک سوراخ رہ گیا۔ تو اس پر جناب ابو بکر صدیق نے اپنا پاؤں رکھ کر بند کر دیا۔ یہ ایسا کام ہے۔ جو عقل میں نہیں آتا۔ کیوں کہ اس طرح صدیق اکبر نے اپنی جان داؤ پر لگا دی۔ اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی غار میں تشریف لے آئے۔ دونوں

دوست اکٹھے بیٹھ گئے۔ اُدھر کفار ان کے نشانات کے ذریعہ اس غار تک آپہنچ
چکے تھے۔ اور ادھر ایک زہریلے سانپ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
سوراخ پر رکھے پاؤں کو کئی ایک مرتبہ ڈسا۔ جس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ کہ دشمن غار کے
اوپر پہنچ چکے ہیں۔ لہذا تمہیں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے۔ جس کے ذریعہ
اُن پر ہمارا راز فاش ہو جائے۔ رہا سانپ کے ڈسنے کا معاملہ۔ تو فکر نہ کریں۔
اس کے زہر سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ تین رات دن اللہ کے حکم سے
اس غار میں بسر کیے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرزند روزانہ صبح و
شام کھانا لے کر حاضر ہوتے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے حالات
کی بھی خبر دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لڑکے
کو فرمایا۔ کہ اپنے باپ کی طرح اے صاحب صدق و صفا! ہمیں دو تیز رفتار
اونٹ درکار ہیں۔ جو ہمیں مدینہ پہنچائیں۔ ابو بکر صدیق کے لڑکے کے ہمراہ
ایک چرواہا بھی تھا۔ اس کو بھی حالات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمادیا
وہ چرواہا دو اونٹ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ جب کفار وہاں سے ہٹ کر
اِدھر اُدھر ہو گئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ تین دن
کے بعد چوتھے دن غار سے آپ باہر نکلے۔ اونٹ لائے گئے۔ اور ایک
پر آپ کائنات کے بادشاہ خود سوار ہوئے۔ اپنے پیچھے اپنے وزیر باتدبیر
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بٹھایا۔ اور دوسرے اونٹ پر چرواہا عامر سوار
ہو گیا۔

فضیلت ۲ اور ۳ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل فضائل ثابت ہوئے

فضیلت:

۱ ۔ ہجرت کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لیا۔

۲ ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار کے سوراخ بند کرنے میں اپنی جان بھی داؤ پر لگا دی لہذا روز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں یہ بلند ترین منازل پائیں گے۔

۳ ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے حقیقی عاشق رسول تھے۔ کہ عشق رسول میں قیامت تک، سخت ترین مصائب برداشت کرنا قبول کیا۔ لیکن مخالفتِ رسول کے عوض شہنشاہی کو بھی ٹھکرا دیا۔ اس عقیدۂ صدیق کی اللہ کی طرف سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرما دی۔

۴ ۔ اپنی ذات، اپنے اہل و عیال اور دنیا کی ہر ایک چیز سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عزیز ترین تھی۔

۵ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں اور کانوں کی شکل فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ جس طرح جسم سے آنکھ اور کان کی نسبت ہے۔ اسی طرح مجھ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت ہے۔

۶ ۔ ہجرت کے سفر کا راز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محرم راز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی بتلا دیا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ مشتِ خاک سے کفار اندھے ہوئے۔ تو آپ سیدھے ابوبکر کے گھر جلوہ فرما ہوئے۔

۷ ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کی رات آپ کا انتظار کر رہے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ تو صدیق اکبر نے سب کچھ چھوڑا۔ اور آپ کی معیت میں سفر پر روانہ ہو گئے۔

۸۔ برہنہ پا ہونے کی وجہ سے جب آپ کے قدم اقدس زخمی ہو گئے۔ تو ابو بکر صدیق کو اس تکلیف سے اتنا احساس ہوا۔ کہ پیرانہ سالی کے باوجود اپنے کندھوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھالیا۔

۹۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایسے وقت بارِ نبوت کے اٹھانے کی قوت ملنا انتہائی تعجب خیز معاملہ تھا۔

۱۰۔ غار ثور پر پہنچنے کے وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ غیر آباد غار میں پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں۔ بلکہ خادمانہ طور پر پہلے خود اندر گئے۔ اور اس کے تمام سوراخ اپنی قبا پھاڑ کر بند کر دیئے۔ اُسے صاف کیا۔ اور ایک سوراخ کو کپڑا نہ ملنے کی بنا پر اپنی ایڑی رکھ کر بند کر دیا۔ ان تمام باتوں میں یہی ایک خیال تھا۔ کہ کہیں کسی طور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غار میں تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ایسا کام واقعی عاشق صادق کے سوا اور کون کر سکتا ہے؟۔

۱۱۔ سانپ کے ڈسنے سے جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تکلیف محسوس ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخلص رفیق کو "لاتحزن ان اللہ معنا" فرمایا۔ اور تسلی دی۔ کہ جب اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہے۔ تو ہمیں کوئی حزن و ملال نہیں کرنا چاہیئے۔

۱۲۔ غار ثور میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین رات دن متواتر تنہائی میں چہرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جی بھر زیارت کی۔ یہ وہ عظمت ہے۔ جو کسی کو اگر ایک آن کے لیے میسر ہو جائے۔ تو صحابی کا رتبہ پائے۔ اور اس رتبہ کا تمام اولیاء غوث واقطاب مقابلہ نہیں کر سکتے۔

۱۳۔ تین دن دورانِ قیام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے کھانا وغیرہ آتا رہا جس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین دن گویا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کے مہمان تھے۔

۱۴۔ صدیق اکبر کا فرزند چوں کہ اپنے باپ کی طرح محرم راز تھا۔ اس لیے رات کھانے کے وقت وہ کفار کے حالات سے بھی آپ کو آگاہ کرتا۔ اور اسی برخوردار کے بارے میں آپ نے فرمایا۔ کہ اپنے باپ کی طرح تو بھی صاحب صدق وصفا ہے۔

۱۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سواری اور خادم کا انتظام بھی صدیق اکبر کے بیٹے نے کیا۔ جس طرح صدیق اکبر اور ان کے فرزند محرم راز تھے۔ اسی طرح وہ خادم بھی محرم راز تھا۔ اور شام کو روزانہ غار کے پاس بکریاں لاکر آپ کو دودھ پلاتا۔

۱۶۔ غارِ ثور سے نکل کر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ تو آپ نے ابوبکر صدیق کو غلام کے ساتھ ایک اونٹ پر سوار ہونے کی بجائے اپنے پیچھے بٹھایا۔ کیوں کہ صدیق اکبر کی محبت اور ایثار کا اسی طرح اظہار ہو سکتا ہے۔ تو آپ نے سواری کے وقت بھی یار غار کی جدائی برداشت نہ کی۔

مقام غور:

ان مذکورہ فضائل کے بعد بھی اگر کوئی شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات کو موردِ الزام و لعن وطعن ٹھہرائے ۔ اور بیہودہ زبان درازی کرے۔ تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس طرح وہ اپنے خبث باطنی کا اظہار کر رہا ہے۔ ورنہ ان فضائل کو جاننے اور ماننے کے بعد ہر شخص یہی سمجھتا ہے۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دوسرا قابلِ اعتبار دوست مخلص رفیق اور جان نثار نہ تھا۔ اسی لیے اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام کے بعد مرتبہ میں سب سے اونچا مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور اسی مرتبہ کی بنا پر آپ کو خلیفہ بلا فصل بنایا گیا۔

فضیلت ۴۰ ابوبکر کو صدیق نہ کہنے والے کے حق میں امام باقر کی بد دعا

وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السُّيُوْفِ فَقَالَ لَا
بَأْسَ بِهٖ وَقَدْ حَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ سَيْفَهٗ قُلْتُ فَتَقُوْلُ الصِّدِّيْقَ قَالَ فَوَثَبَ
وَثْبَةً وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّيْقُ
نَعَمْ الصِّدِّيْقُ نَعَمْ الصِّدِّيْقُ فَمَنْ لَمْ يَقُلْ
لَهُ الصِّدِّيْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ لَهٗ قَوْلًا فِي
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ فی معاجز الامام ابی جعفر الباقر جلد دوم
مطبوعہ تبریز ص ۱۴۷)

ترجمہ:

عروہ بن عبداللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے تلوار کے جڑاؤ کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زیورات سے آراستہ کیا تھا۔ میں نے پوچھا۔ آپ بھی ابوبکر کو "الصدیق" کہتے ہیں۔ میری یہ بات سن کر ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ ایک دم جذبات سے اٹھے۔ اور کہنے لگے۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ یقیناً وہ صدیق ہیں۔ اور وہ بلاشک صدیق ہیں۔ اور سنو۔ جو شخص انہیں صدیق نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات کو ہرگز سچا نہیں کرے گا۔

اس حوالہ سے چند امور ثابت ہوئے

۱ ۔ امام باقر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افعال بھی ایک حجت و دلیل شرعی ہیں۔ اسی لیے آپ نے تلوار کو مزین کرنے کے بارے میں ابو بکر صدیق کے تلوار مزین کرنے کا حوالہ دیا۔

۲ ۔ امام باقر رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "الصدیق" سمجھتے اور کہتے تھے۔

۳ ۔ امام موصوف کا لقب "الصدیق" سے ابو بکر کو یاد کرنا اس لیے تھا۔ کہ غار ثور میں یہ لقب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو عطا فرمایا تھا۔ جیسا کہ پچھلے حوالہ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۴ ۔ امام باقر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق جو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ کو "الصدیق" نہ کہے وہ اللہ کے نزدیک دنیا و آخرت میں جھوٹا۔ اور آپ نے اس کے لیے بد دعا کی کہ ایسے شخص کو اللہ دونوں جہانوں میں جھوٹا کرے۔

فضیلت ۵ سب سے پہلے نبی علیہ السلام کی ابو بکر نے تصدیق کی

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

(پ ۲۴ ۔ ع ۱)

ترجمہ: اور وہ ذات جو صدق لے کر آئی۔ اور وہ شخص جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں "شیعی مفسر علامہ طبرسی" نے یوں لکھا ہے۔

مجمع البیان | اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ صَدَّقَ بِهٖ اَبُوْبَکْرٍ۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۳ جزء ۸ ص ۴۹۸ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:

جو ذات صدق لے کر آئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور جس نے اُن کی تصدیق کی، وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

فضیلت ۶:

"وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ" آیت کریمہ کے تحت (جو گیارہویں پارہ رکوع ۲ کی آیت ہے) تفسیر مجمع البیان میں یوں مذکور ہے۔

البیان | اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيْجَةَ اَبُوْبَكْرٍ۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۳ جزء ۵ ص ۶۵ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

معلوم ہوا:

مذکورہ تفسیر کے دونوں حوالہ جات سے معلوم ہوا۔ کہ اس زمانہ میں جب اسلام کا نام لینا بھی عذاب جان تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہونے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے محبوب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احکامات وغیرہ عطا فرمائے۔ ان تمام کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے بھی ابوبکر ہی تھے اس بنا پر صحابہ کرام میں آپ "الصدیق" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

فضیلت ۷: ابوبکر خلوص دل کی وجہ سے تمام صحابہ سے سبقت لے گئے

[illegible] | حضرت رسالت با ابوبکر ملاقات نمود تبدریج تالیف قلب واستدراج من حیث یعلم ومن حیث لا یعلم نمود تا اُن کہ بسمت عالی اورا بجانب خود مائل ساخت وخاطر او را بحصول جاہ وتوسعہ دستگاہ امیدوار

گردانید تا آں کہ باں طمع مسلمان شد و حضرت رسالت کنیت و نام او را کہ ابوالفضیل و عبدالعزیٰ بود با بوبکر و عبداللہ تبدیل فرمود۔ و ہمیشہ در میانِ جماعتِ اصحاب میگفتند۔ در ما سبقکم ابوبکر بصوم و لاصلوٰۃ و لکن بشئی وقر فی صدرہٖ،،

(مجالس المومنین جلد اول ص ۲۰۶ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے ملاقات کی۔ اور لگاتار ان کی تالیف قلب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور جانے ان جانے طور پر انہیں اپنی طرف مائل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی بلند ہمتی کی وجہ سے ابو بکر کو اپنی طرف مائل کر ہی لیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کو حصولِ دولت و عزت اور فراخی روزگار کی امیدیں دلاتے رہے۔ حتیٰ کہ ابو بکر اسی طمع کی بنا پر مسلمان ہو گئے۔ اور مسلمان ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت اور نام دونوں تبدیل فرما دیئے۔ ابوالفضیل کی بجائے ابو بکر اور عبدالعزیٰ کی بجائے عبداللہ کنیت اور نام رکھا۔ صحابہ کرام کے مجمع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے کہ ابو بکر، نماز اور روزہ کی کثرت کی بنا پر تم سے سبقت نہیں لے گیا۔ بلکہ سبقت کی وجہ وہ تھی۔ جو اس کے سینہ میں جمی ہوئی تھی۔

مقام غور:

شیعہ لوگوں کا ابتدا سے یہ وطیرہ رہا ہے۔ کہ ایک حقیقت کو توڑ موڑ کر غلط رنگ دے کر پیش کرتے ہیں۔ اور اس سے مقصد ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی کی فضیلت ان کے الفاظ میں اُس کی مذمت بن کر سامنے آئے۔ اسی حوالہ کو دیکھیے حقیقت یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت تمام صحابہ کرام پر بیان فرمائی۔ لیکن "نور اللہ شوستری شیعہ،، نے اس افضلیت کو اپنے گندے ذہن کے مطابق مسخ کرنے کی جسارت کی۔

اور کہا کہ "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مال و دولت اور عزت کا لالچ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام لانے پر آمادہ کیا۔ اور وہ اس غرض سے مسلمان ہوئے۔ اور اس طمع و لالچ میں ابوبکر تمام صحابہ کرام سے بڑھ کر تھے۔

لیکن سچ ہے۔ "دروغ گو را حافظہ نہ باشد" فضیلت ۲ کے ضمن میں "تفسیر مجمع البیان" کے الفاظ آپ پھر غور سے پڑھیں۔ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِیْجَةَ اَبُوْبَکْرٍ" اور فضیلت ۵ کے تحت "وصدق بہ ابو بکر" پر غور فرمائیں۔ تو اس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابوبکر صدیق کا مشرف باسلام ہونا اعلان نبوت کے ساتھ ہی تھا جب کہ "نور اللہ شوستری" کا کہنا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم متواتر ابوبکر کو لالچ دیتے رہے۔ اور ان کا دل مائل کرنے کے لیے کافی عرصہ آپ کو لگا۔ تب کہیں جا کر اس لالچ میں پڑ کر ابوبکر مسلمان ہوئے۔ تو یہ کافی عرصہ کہاں سے نکلا۔ اور اگر اسلام لالچ کے طور پر تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے "صدق بہ" فرما کر معاذ اللہ اپنے لاعلم ہونے کا اظہار کیا۔ کہ اُسے ابوبکر کے صحیح اسلام اور لالچ کے اسلام کے مابین فرق معلوم نہ تھا۔ حاشا و کلا وہ علیم بذات الصدور ہے۔ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لالچ دینے کا اتہام خبث باطنی کا مظہر ہے۔

حقیقت یہی ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مخلص مومن تھے۔ اور مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کو بتلا دیا۔ کہ ابوبکر کی فضیلت ان کے دل کی پختگی اور محبت میں وارفتگی کی بنا پر ہے۔

فضیلت ۸ : امام تقی فضیلت شیخین کے منکر نہیں تھے۔

احتجاج طبرسی

لَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ عُمَرَ وَلٰكِنَّ اَبَا بَكْرٍ اَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ۔

(احتجاج طبرسی ص ۲۴۸ مطبع نجف اشرف)

ترجمہ:

میں (امام تقی رضی اللہ عنہ) عمر بن خطاب کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔ لیکن

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فضیلت میں عمر بن خطاب سے بڑھ کر ہیں۔
امام تقی رضی اللہ عنہ کے اس کلام سے ثابت ہوا۔ کہ وہ شیخین کی فضیلت کے قائل بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے نزدیک دونوں میں سے ابوبکر افضل تھے۔ اور یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ جس کی تائید امام موصوف کر گئے۔

فضیلت نمبر ۹: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابوبکر عزت اور فضل والے تھے

مجمع البیان وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ إِنَّ قَوْلَهُ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ الآيَة نَزَلَتْ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَمِسْطَحِ بْنِ أَثَاثَة۔

(تفسیر مجمع البیان جزء ۷ جلد ۴ ص ۱۳۲)

ترجمہ:

تم میں سے فضیلت والے اور مالی وسعت کے مالک لوگ اس بات کی قسم نہ اٹھائیں۔ کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور مہاجرین کی مالی امداد نہیں کریں گے۔

یہ آیت کریمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے اپنے خالہ زاد بھائی جناب مسطح بن اثاثہ کی امداد "واقعہ افک" کے سلسلہ میں بند کر دی تھی۔

"علامہ طبرسی صاحب مجمع البیان" نے اس آیت کا شانِ نزول بیان کر کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ کے مالک تھے اور جسے اللہ تعالیٰ عزت و مرتبہ عطا فرما دے۔ اس کی شان میں گستاخی اپنی آخرت کو برباد کرنے کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ سورج کی طرف تھوکنے والا اپنا منہ تھوک کے

گدا کر لیتا ہے۔ سورج کا نقصان نہیں کر سکتا۔

فضیلت سنہ ۱

آیت: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی۔

(پ ۳۰ سورۃ اللیل)

ترجمہ:

پس جس شخص نے دیا۔ اور پرہیزگاری برتی۔ اور ٹھیک باتوں کی تصدیق کی۔ تو بہت جلد ہم اُسے آسانی کی توفیق دیں گے۔

(ترجمہ مقبول)

مجمع البیان: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابوبکر پرہیزگار اور صدیق تھے۔

"علامہ طبرسی شیعی" اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ اِنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ لِاَنَّہٗ اشْتَرٰی الْمَمَالِیْکَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا مِثْلَ بِلَالٍ وَعَامِرِ بْنِ فُھَیْرَۃَ وَغَیْرِھِمَا وَاَعْتَقَھُمْ۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۵ جزء ۱۰ ص ۵۰۱ تا ۵۰۲ سورۃ لیل)

ترجمہ:

ابن زبیر سے روایت ہے۔ کہ "فاما من اعطی الاخر" آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ آپ نے بہت سے غلام خریدے تھے۔ جو مسلمان ہو گئے تھے۔ جیسا کہ حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ وغیرہ اور پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو آزاد بھی کر دیا۔

منہج الصادقین:

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے "علامہ کاشانی شیعی" رقمطراز ہیں۔

(فاما من اعطیٰ) پس اما ہر کہ بداد حقوق مالِ خود را در راہِ خدائے (فاتقیٰ) در پرہیز کرد از معاصی (وصدق بالحسنیٰ) و تصدیق کرد بکلمہ نیکو تر کہ آں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ است یا وعدہ عوض را انیست کہ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ، وَمَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الآیۃ یا غیر آں از ہر حکم کہ دلالت برحق کند یا بر داشت خصلت حسنیٰ را کہ ایمانست یا ملت حسنیٰ را کہ ملت اسلام است یا مثوبت حسنیٰ را کہ جنت است (فسنیسرہ) پس زود باشد کہ آسانی دہیم وی را یعنی توفیق دہیم وا سباب لطف باو کرامت فرمائیم تا آمادہ شود (للیسریٰ) بر اطاعتی کہ الیسر واہون امور باشد بر او و بطیب نفس باں اقدام نماید و نظیر ایں است قولہ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام یا آمادہ سازیم او را برائے حالتی یا طریقہ کہ مودی شود بر یسر و راحت کہ آں دخول جنت است۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد دہم ص ۲۴۸)

ترجمہ:

(فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی) پس جس شخص نے اپنے مال کے حقوق راہِ خدا میں خرچ کرکے ادا کئے۔ (وَاتَّقٰی) اور گناہوں سے پرہیز کیا۔ (وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی) اور بہترین حکم یعنی "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی تصدیق کی۔ یا "تصدیق بالحسنیٰ" سے مراد اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی تصدیق کرنا

ہے۔ جو اُس نے وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ میں کیا یعنی جو بھی تم کوئی چیز خرچ کرو گے۔ تو وہ اس کے بدلے میں کچھ دے گا۔ یا یہ وعدہ کہ جس نے نیکی کی اُسے اُس کا دس گنا عطا کیا جائے گا۔ یا یہ وعدہ کہ جو لوگ اللہ تعالٰے کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اُن کی مثال ایک دانہ کی سی ہے جو سات خوشے اگاتا ہے۔ اور ہر خوشے میں سو دانے ہوں۔ یا ان کے علاوہ اور وعدے مراد ہو سکتے ہیں۔ یعنی ایسے کلمات جو حق پر دلالت کرتے ہیں۔ یا اچھی خصلت کو تسلیم کرنا ہے۔ جو دراصل ایمان ہی ہے۔ یا اس سے مراد "ملتِ حسنیٰ" یعنی ملتِ اسلامیہ مراد ہے۔ یا بہترین جائے ثواب یعنی جنت بھی ہو سکتی ہے۔ (فسنیسرہ) پس بہت جلد ہم اُس کو آسانی عطا کریں گے۔ یعنی ہم توفیق دیں گے۔ اور اسباب لطف و کرامت عطاء کریں گے تاکہ وہ (للیسرٰی) اطاعت پر آمادہ ہو جائے۔ جو کہ بہت آسان اور نرم کام ہے۔ اور اس کو خوش دلی سے سرانجام دے سکے۔ اس آیت کے مضمون کی مثال اس آیت کے مضمون کی طرح ہے۔ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ یا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اُسے ایسی حالت اور طریقہ پر آمادہ کرتے ہیں۔ جو اُسے آسانی تک پہنچانے کا سبب بن جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔

علامہ طبرسی کی تفسیر سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱ ۔ آیت مذکورہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

۲ ۔ وہ من اعطی ؔ سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے۔ کہ حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خریدا اور مسلمان ہونے کے بعد

آزاد بھی کر دیا۔

۳ ۔ "واتقی" سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام تقوٰے بیان ہوا۔

۴ ۔ "وصدق بالحسنٰی" اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے "الحسنی" کی تصدیق فرمائی۔ جس کے چند معنی مراد لیے گئے ہیں۔ ۱۔ کلمہ طیبہ، ۲۔ اسلام۔ ۳۔ نیکی کی جزا کا وعدہ۔ ۴۔ ہر کلمہ حق۔ ۵۔ اسلام اور اس کی جزا جنت ان تمام معانی کا ایک ہی خلاصہ نکلتا ہے۔ کہ آپ نے ہمیشہ حق کی اتباع کی۔ اور باطل کی کبھی طرفداری نہیں کی۔

۵ ۔ "فسنیسرہ للیسرٰی" سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالٰی نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایسی استعداد عطاء فرمائی۔ جس کی بنا پر ہر نیک کام آپ کے لیے آسان ہو گیا۔ اور بطیب خاطر ادا فرمایا۔

۶ ۔ "من یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام" کو تفسیر میں پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالٰی نے صدیق اکبر کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیا تھا۔ اسی وجہ سے آپ اللہ تعالٰی کی ہدایت کے سبب جنت میں بلا کسی رکاوٹ داخل ہوں گے۔

خلاصۂ کلام:

اللہ رب العزت کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیرت اتنی پسند تھی۔ کہ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ فرما دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ لوگ ان کی سیرت اپنائیں۔ کیوں کہ آپ اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ لہٰذا اس وضاحت کے بعد بھی جو شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ خارج از اسلام قرار دے۔ اس کے بارے میں اہل انصاف کو خود فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالٰی کا کلام حق ہے۔ اور اس کی حقانیت کی تکذیب سے بڑھ کر اور کیا بدبختی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالٰی ان

لوگوں کو ہدایت دے۔ اور اپنا سچا عاشق بنائے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

فضیلت ۱۱: اور اس کے رسول کے گستاخوں کو ابوبکر نے معاف نہیں کیا۔

(مجمع البیان) لَمَّا نَزَلَ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا قَالَتِ
الْيَهُوْدُ اِنَّ اللهَ فَقِيْرٌ يَسْتَقْرِضُ مِنَّا وَ نَحْنُ اَغْنِيَاءُ وَ
قَائِلُهُ حُيَيُّ بْنُ اَخْطَبَ عَنِ الْحَسَنِ وَ مُجَاهِدٍ وَ قِيْلَ كَتَبَ
النَّبِيُّ (ص) مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ اِلٰى يَهُوْدِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ يَدْعُوْهُمْ
اِلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَ اَنْ يُقْرِضُوا اللهَ
قَرْضًا حَسَنًا فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ فَوَجَدَ
نَاسًا كَثِيْرًا مِنْهُمْ اجْتَمَعُوْا اِلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ
فِنْحَاصُ بْنُ عَاذُوْرَا فَدَعَاهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَ الصَّلٰوةِ
وَ الزَّكٰوةِ قَالَ فِنْحَاصُ اِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّ
اللهَ اِذًا لَفَقِيْرٌ وَ نَحْنُ اَغْنِيَاءُ وَ لَوْ كَانَ غَنِيًّا
لَمَا اسْتَقْرَضَنَا اَمْوَالَنَا فَغَضِبَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ ضَرَبَ
وَجْهَهُ فَاَنْزَلَ اللهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ وَ
السُّدِّيِّ وَ مُقَاتِلٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ۔

(تفسیر مجمع البیان جلد اول جزء دوم ص ۵۴۷-۵۴۸)

ترجمہ: جب "من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا" آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تو یہود کہنے لگے۔ اللہ فقیر ہے۔ اور اسی لیے ہم سے قرض مانگتا ہے۔ اور ہم غنی ہیں۔ یہ الفاظ کہنے والا "حیی بن اخطب" تھا۔ کہا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک رقعہ

لکھ کر یہود کے قبیلہ بنی قینقاع کی طرف بھیجا۔ تاکہ انہیں جا کر اقامت صلوٰۃ ادائیگی زکوٰۃ اور اللہ کو قرض حسنہ دینے کی دعوت دیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب ان کی ایک بیٹھک میں پہنچے۔ تو وہاں ایک آدمی کے ارد گرد بہت سے لوگوں کو اکٹھا بیٹھا ہوا دیکھا جس کو "فنحاص بن عازوراء" کہتے تھے۔ تو ابو بکر نے انہیں نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی دعوت دی۔ یہ سن کر "فنحاص بن عازوراء" کہنے لگا۔ کہ اگر تو اپنی گفتگو میں سچا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ اللہ فقیر ہے۔ اور ہم مالدار ہیں اگر وہ واقعی مالدار ہوتا۔ تو ہم سے ہمارے مال بطور قرض کیوں مانگتا۔ یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا۔ اور آپ نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ تو اس معاملہ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قابل اعتماد ساتھی :

حوالہ مذکورہ سے معلوم ہوا۔ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے اس قدر قابلِ اعتماد دوست اور ساتھی تھے۔ کہ آپ نے علمائے یہود کی طرف دعوت اسلام کے لیے آپ کو بھیجا۔ آپ اس بات سے بخوبی واقف تھے۔ کہ یہودی علماء سے گفتگو کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔ آپ نے حضرت ابو بکر کو جو اس دعوت کے لیے منتخب فرمایا۔ اس سے صاف عیاں ہے۔ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم دین اور وجیہہ بھی تھے تبلیغ اسلام پر آپ نے جب اللہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ سنے۔ تو جوش عقیدت سے گستاخ کے منہ پر مارا۔ لیکن یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے کسی کو روکنے کی ہمت نہ پڑی۔

تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے بہت بڑے مبلغ تھے۔ آپ کی تبلیغ کی برکت سے عثمان غنی عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن وقاص ایسے حضرات مشرف باسلام ہوگئے۔ اگر معاذ اللہ ان کے ایمان و اسلام میں کمزوری اور نفاق ہوتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اہم کام کے لیے ایسے شخص کا انتخاب نہ فرماتے

فضیلت ۱۲: عشق رسول میں ابوبکر نے ایک کافر کی انتہا درجہ مذمت کی۔

مجمع البیان

فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَالِكَ اَیْ مُحَمَّدُ اَرَاَیْتَ اِنِ اسْتَاصَلْتَ قَوْمَكَ هَلْ سَمِعْتَ بِاَحَدٍ مِّنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ اَصْلَهٗ قَبْلَكَ وَ اِنْ تَكُنْ لِلْاُخْرٰی فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْهًا وَ اَرٰی شَابًا مِّنَ النَّاسِ خُلَقَاءَ اَنْ یَفِرُّوْا وَ یَدَعُوْكَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ اِمْصِصْ بِظَرِّ اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَ نَدَعُهٗ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ اَمَا وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لَا یَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِیْ لَمْ اَجْزِكَ بِهَا لَاَجَبْتُكَ۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۵ جز ۹ ص ۱۱۷)

ترجمہ:

(صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کفار کی طرف سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عروہ نے گفتگو کی۔) تو عروہ نے کہا۔ کہ اے محمد! آپ اپنی قوم کی جڑ کو کاٹ دیں گے۔ کیا آپ نے اپنے سے پہلے کسی عرب کے بارے میں سنا کہ اس نے اپنی قوم کی جڑ کاٹی ہو۔ اگر آپ میدان جنگ میں فتح نہ حاصل کر سکے۔ تو قسمیہ کہتا ہوں۔ کہ آپ کے ارد گرد ایسے کمزور لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ جو آپ کو اکیلا چھوڑ کر میدان سے بھاگ جائیں گے۔ اس پر ابوبکر کو غصہ آیا۔ اور انہوں نے عروہ کو لات کا فرج چومنے والا کہہ کر برا بھلا کیا۔ اور کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ اس پر عروہ بولا۔ مجھے گالی دینے والا یہ کون ہے؟ کہا ابوبکر۔ عروہ کہنے لگا۔ اللہ کی قسم! اگر ابوبکر کے احسان کے تلے نہ ہوتا۔ جس کا میں ابھی تک بدلہ نہیں دے سکا۔ تو میں اس کو

کو اس کی گالی کی سزا ضرور دیتا۔

مقام غور!

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو لات بُت کی اس لیے گالی دی تھی۔ کہ اس نے لات کے پجاریوں کے عشق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کے عشق پر ترجیح دی تھی۔ اور یہاں تک کہا تھا۔ کہ لات کے پجاری بھاگنے والے نہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی انہیں تنہا چھوڑ کر میدانِ جنگ سے بھاگ اٹھیں گے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا تو آپ کے اعضاء مبارک سے چھو کر گرنے والے پانی کو بھی زمین پر نہیں پڑنے دیتے۔ وہ کب یہ برداشت کریں گے۔ کہ حضور کو گرتے دیکھ سکیں۔

ثابت ہوا۔ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی والہانہ محبت تھی۔ کہ آپ کے خلاف ایک لفظ تک سننا گوارا نہ تھا یہی محبت تھی۔ جس کی بنا پر عروہ بن مسعود کو لات کی گالی سنائی۔ جو اس کے پجاریوں کے لیے انتہائی غلیظ اور ناقابلِ برداشت تھی۔ معلوم ہوا۔ کہ عشقِ مصطفےٰ میں صدیق اکبر اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی محبت مصطفےٰ سے سرفراز فرمائے۔

فضیلت ۱۳: ابوبکر صدیق کے ایمان لانے سے کفار کو بے حد صدمہ ہوا۔

حملہ حیدری

۱	نزدِ رسولِ خدا کرد جائے	ابوبکر خواندش رسولِ خدائے
۲	چو شد دینِ اسلام او را قبول	پذیرفت اسلام از در رسول
۳	بقوم و قبائل در افتاد شور!	بر انگاہ برخاست شور نشور!
۴	بہر برزنے مرد و زن انجمن	ز کفر ز اسلام او بد سخن!
۵	ہمہ قوم کفار زار و نزار!	ز غیرت ہمہ دیدہ ہا اشکبار

۶ کرچوں او بزرگی زبس ترس دیم — شود بار ایں نو رسیدہ یتیم!

۷ ہمہ دین ما زیر پائے آورند — رہ بندگی را بجائے آورند

۸ چو او با یتیمے بجاں گشت یار — بکارش شود گردش روزگار

(حملہ حیدری مطبوعہ ایران)

ترجمہ:

۱۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے انہیں ابو بکر کہہ کر پکارا۔

۲۔ چوں کہ اسلام کو وہ پسند کر چکے تھے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

۳۔ اس سے قوم اور قبائل میں ایسا شور اٹھا۔ جیسا کہ میدان حشر میں ہو گا۔

۴۔ ہر گلی کوچے میں ابو بکر کے اسلام و کفر کی باہم باتیں ہونے لگیں۔

۵۔ تمام کفار غیرت سے زار و قطار رونے لگے۔ اور ان کی آنکھیں پانی میں ڈبڈبا گئیں۔

۶۔ ایسی خطرناک حالت میں ایک یتیم کا ابو بکر ساتھی بن گیا۔ جو نہایت بزرگ آدمی ہے۔

۷۔ ہمارے سابقہ دین کو برباد کر ڈالیں گے۔ اور بندگی خدا کا راستہ اپنائیں گے۔

۸۔ جب ابو بکر اس یتیم کا سچے دل سے دوست بن گیا۔ تو زمانے کی گردش اس کے حق میں ہو جائے گی۔

فضیلت ۱۴۰: ابو بکر صدیق حضور علیہ السلام کیلیے سر دھڑ کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے تھے

حملہ حیدری — بیا سیخ ابو بکر از جا بخواست — وزاں پس علم قد خود کرد راست

بگفتند یا سید المرسلین | قدم پیش بگذار و ما را ببین!
که با دشمنی دیں چہا میکنم! | چساں در رہت جاں فدا میکنم
وزاں پس تر جا خواست مقداد نیز | بگفت اے حبیب خدائے عزیز
بود تا بہ تن جان و در کف عناں | بیاریم شمشیر بر دشمناں
ازاں گشتہ خوش دل رسول خدا | بفرمود در حق ایشاں دعا!

(حملہ حیدری ص ۲۴۳ - ۲۴۴ مطبوعہ ایران)

ترجمہ :

ابو بکر صدیق جلدی سے عرض کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اور ان کے فوراً بعد حضرت عمر بھی کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے یا سید المرسلین! آپ میدان جنگ میں تشریف لے چلیں۔ پھر دیکھیں ہم کیا کرتے ہیں۔ دشمن سے مقابلہ کرنے میں ہم آپ پر کس طرح جاں نچھاور کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مقداد بھی اٹھے۔ اور کہنے لگے۔ اے اللہ کے حبیب! جب تک میرے ہاتھ میں قوت اور میرے جسم میں جان ہے۔ دشمنوں پر تلوار چلاتا رہوں گا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور ان حضرات کے لیے دعا فرمائی۔

فضیلت ۱۵ :

منہج الصادقین

(وھم) و ایشاں (من بعد غلبھم) پس از مغلوب شدن ایشاں (سیغلبون) زود باشد کہ غالب شوند۔ (فی بضع سنین) در اندک سال کہ میاں سہ و نہ باشد ابوبکر اہل شرک را گفت شما بایں شاد شدہ اید۔ چشم شما روشن مباد۔ بخدا کہ اہل روم بر مردم فارس غالب خواہند شد و در بضع سنین گفتند ایں را از کجا میگوئی۔ گفت از رسول خدا ابی بن خلف گفت کذبت یا ابا الفضل ابوبکر گفت کذبت انت یا عدو اللہ ابی گفت اگر راست میگوئی وقتی معین کن تا گرو بندیم

اگر آں وقت منقضی شود چناں باشد کہ تو گفتی کہ من گرو بدہم واگر نہ تو گرو دادا کنی پس گرو بستند بسر سال بدہ شتر چوں ابوبکر رسول را ازیں صورت حال اخبار نمود آنحضرت فرمود کہ خطا کردی۔ زیرا کہ بضع میاں ثلثہ و تسعہ است بر و و در مال و مدت بیفزائی ابوبکر باز گشت و تا مدت نہ سال بر صد شتر مراہنہ کردند دریں صورت قبل ازاں بود کہ گرو حرام شود۔ و چوں ابوبکر میخواست کہ از مکہ بیروں آید ابی گفت قرار باکنم تا کہ ضامنی بدہی پس پسرش عبداللہ ضامن پدر شد۔ و چوں ابی قصد کرد کہ بجنگ احد رود عبداللہ بن ابی بکر گفت تراانگذارم تا ضامنی برائے خود یقینی نکنی ابی ضامن بداشت و بجنگ احد رفت و بعد ازاں واقعہ احد مجروح بمکہ آمد۔ و دراں جراحت بمرد۔ ابو سعید خدری روایت کردہ کہ در بدر چوں مسلمانان ظفر یافتند بر مشرکاں و در ہماں روز خبر آمد کہ رومیاں غلبہ کردند بر فارسیاں مسلمانان شاد شدند و ابوبکر نزد ورثہ ابی خلف رفتہ مال رہانت از ایشاں بستہ۔ و نزد رسول آورد۔ آنحضرت فرمود کہ ایں را تصدق کن ابوبکر ہمہ را تصدق نمود۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد ۷، ص ۱۵۷-۱۵۸)

ر :

اور رومی شکست کھانے کے بعد عنقریب غلبہ حاصل کریں گے۔ یہ غلبہ تین سے نو سال کے عرصہ میں واقع ہو گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین کو کہا۔ کہ رومیوں کی شکست پر تمہیں خوش نہ ہونا چاہیے۔ خدا کی قسم! بہت جلد ایرانی شکست سے دوچار ہوں گے۔ مشرکین نے پوچھا۔ آپ یہ بات کس بھروسہ پر کر رہے ہیں۔ ابوبکر صدیق نے جواب دیا۔ کہ ایسا میں نے رسول اللہ سے سنا ہے۔ ابی بن خلف کہنے لگا۔ اے ابوالفضل! تم نے جھوٹ کہا۔ ابوبکر نے جواب دیا۔ اے اللہ کے دشمن جھوٹ تم نے کہا ہے۔

ابی پھر کہنے لگا۔ اگر سچے ہو، تو شرط لگاؤ۔ وقت معین کرو۔ کب رومیوں کو فتح ہو گی۔ جب وقت مقررہ گزر گیا۔ اور رومی غالب نہ آئے۔ تو تم جرمانہ ادا کرنا۔ اور اگر انہیں غلبہ مل گیا۔ میں شرط ہار جاؤں گا۔ چنانچہ تین سال کا وقت مقرر ہوا۔ اور دس اونٹ شرط رکھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کی اطلاع دی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے غلطی کھائی ہے۔ لفظ بضع تین سے نو تک پر بولا جاتا ہے۔ لہٰذا جاؤ۔ اور مدت میں بھی اور مال میں بھی زیادتی کرو۔ ابوبکر واپس لوٹے۔ پھر طے یہ ہوا۔ کہ ۹ سال مدت اور سو اونٹ شرط کی۔ یہ صورت اس کی حرمت سے قبل تھی۔ اس کے بعد جب ایک مرتبہ ابوبکر مکہ سے باہر جانے لگے۔ تو ابی بن خلف نے کہا۔ کہ بغیر ضامن دیئے میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ ضامن بنے پھر جب ابی نے جنگ احد میں جانا چاہا۔ تو عبداللہ نے ضمانت دینے کو کہا۔ ابی ضامن دے کر جنگ احد کی طرف چلا گیا۔ اس واقعہ میں زخمی ہو کر واپس آیا۔ اور اسی زخم سے مر گیا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ غزوہ بدر میں جب مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ تو اسی دن اطلاع آئی۔ کہ رومیوں کو فتح حاصل ہو گئی۔ یہ سن کر مسلمان بہت خوش ہوئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابی بن خلف کے وارثوں کے پاس گئے۔ اور شرط باندھا۔ مال ان سے لے کر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے۔ آپ نے اس کو صدقہ کر دینے کا ارشاد فرمایا۔ صدیق اکبر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تمام مال صدقہ کر دیا۔

اس روایت سے مندرجہ ذیل فضائل صدیق اکبر ثابت ہوئے

۱۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو " وھم من بعد غلبھم سیغلبون الخ" آیت کریمہ پر اتنا یقین تھا۔ کہ مشرکین کو اعلان کر دیا۔ کہ تمہیں ایرانیوں کی فتح سے خوشی نہیں منانی چاہیے۔ کیوں کہ چند سالوں میں معاملہ الٹ ہو جائے گا۔

۲۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر اس قدر بھروسا اور یقین تھا۔ کہ پہلے سے لگی شرط کو آپ سے کہنے پر توڑ دیا۔ اور ۹ سال اور سو اونٹ شرط باندھی۔

۳۔ اس قدر قیمتی اونٹ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر بے چوں و چرا سب صدقہ کر دیے۔

خلاصہ کلام :

رومی اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں سے قریب تھے۔ ادھر اہل فارس آگ پرست ہونے کی وجہ سے مسلمانوں سے بہت دور تھے۔ اسی لیے رومیوں کی شکست پر کفار و مشرکین کو خوشی ہوئی۔ اور پھر ایرانیوں کی شکست پر مسلمان خوش ہوئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی خبر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر یقینِ کامل کا اظہار کرتے ہوئے شرط میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا۔ اور شرط جیتنے پر آپ نے ابی بن خلف کے ورثاء سے کثیر مال لے کر اللہ کی راہ میں برضا و رغبت صدقہ کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان کامل تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر انہیں انتہائی درجہ کی صداقت تھی۔

فضیلت ۱۶: نبی پاک علیہ السلام نے ابوبکر کو تمام صحابہ کا امام بنایا

درۂ نجفیہ: فَلَمَّا اشْتَدَّ بِهِ الْمَرَضُ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَقَدِ اخْتُلِفَ فِيْ صَلٰوتِهٖ بِهِمْ فَالشِّيْعَةُ تَزْعَمُ اَنَّهٗ لَمْ يُصَلِّ بِهِمْ اِلَّا صَلٰوةً وَّاحِدَةً وَّهِيَ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا يَتَهَادٰى بَيْنَ عَلِيٍّ وَّالْفَضْلِ فَقَامَ فِي الْمِحْرَابِ مَقَامَهٗ وَتَاَخَّرَ اَبُوْبَكْرٍ وَالصَّحِيْحُ عِنْدِيْ وَهُوَ الْاَكْثَرُ الْاَشْهَرُ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ اٰخِرَ الصَّلٰوةِ فِيْ حَيٰوتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ جَمَاعَةً وَّاِنَّ اَبَا بَكْرٍ صَلّٰى بِالنَّاسِ بَعْدَ ذٰلِكَ يَوْمَيْنِ ثُمَّ مَاتَ (الدرة النجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بڑھ گیا۔ تو آپ نے ابوبکر کو حکم دیا۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ ابوبکر نے کتنی نمازیں پڑھائیں۔ اس میں اختلاف ہے شیعہ کہتے ہیں کہ صرف ایک نماز پڑھائی۔ اور وہ بھی وہ جس میں شرکت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور الفضل کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم محراب میں اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور ابوبکر وہاں سے پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن میرے نزدیک صحیح یہ ہے۔ اور یہی اکثر کا قول اور مشہور ہے۔ کہ مذکورہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی آخری نماز نہ تھی۔ اور یقیناً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد دو دن کی نمازیں لوگوں کو پڑھائیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔

اعتراض جسے خدا دے:

"نہج البلاغۃ" کی شرح سے جو اقتباس پیش کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلی امامت پر کھڑا ہونے کا حکم دیا۔ اور ابوبکر کا انتخاب اس وقت حضرت علی اور حضرت عباس وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی موجود تھے۔ اور نماز اسلام رکن اسلام ہے۔ کہ اس کے تارک سے کتا اور خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ جیسا کہ اس سے اسلام جامع الاخبار ص۸۴ کا حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ تو اس سے ہر ذی عقل اور صاحب انصاف سمجھ سکتا ہے کہ ابوبکر کا مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک میں کتنا بلند تھا۔ آپ کا مصلی امامت کے لیے ابوبکر کا انتخاب اس بات کا واضح اشارہ ہے۔ کہ آپ کی جانشینی بھی انہی کو زیب دیتی ہے۔

فضیلت نمبر ۱۷: امام جعفر ابوبکر صدیق کے قول کو متقی اور عالم قرآن ہونے کی وجہ سے قابل حجت سمجھتے تھے۔

هٰذِهٖ اَحَادِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَدِّقُهَا الْكُتُبُ وَالْكِتٰبُ يُصَدِّقُهُ اَهْلُهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ حَيْثُ قِيْلَ لَهٗ اَوْصِ فَقَالَ اُوْصِىْ بِالْخُمُسِ وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الثُّلُثُ عِنْدَ مَوْتِهٖ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّ الثُّلُثَ خَيْرٌ لَّهٗ اَوْصٰى بِهٖ ثُمَّ مَنْ عَلِمْتُمْ بَعْدَهٗ فِىْ فَضْلِهٖ وَزُهْدِهٖ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَمَّا سَلْمَانُ فَكَانَ اِذَا اَخَذَ عَطَاءَهٗ دَفَعَ مِنْهُ قُوْتَهٗ لِسَنَةٍ حَتّٰى يَحْضُرَ عَطَاءُهٗ مِنْ قَابِلٍ فَقِيْلَ لَهٗ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَنْتَ فِىْ زُهْدِكَ تَصْنَعُ هٰذَا وَاَنْتَ لَا تَدْرِىْ لَعَلَّكَ تَمُوْتُ الْيَوْمَ فَكَانَ جَوَابُهٗ اَنْ قَالَ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِىَ الْبَقَاءَ كَمَا خِفْتُمْ

عَلَى الْفَنَاءِ اَمَا عَلِمْتُمْ يَا جَهَلَةُ اَنَّ النَّفْسَ قَدْ تَلْتَاثُ عَلٰى صَاحِبِهَا اِذَا لَمْ يَكُنْ مِنَ الْعَيْشِ مَا تَعْتَمِدُ عَلَيْهِ فَاِذَا هِيَ اَحْرَزَتْ مَعِيْشَتَهَا اَطْمَاَنَّتْ وَ اَمَّا اَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَ لَهُ نُوَيْقَاتٌ وَ شُوَيْهَاتٌ يَحْلِبُهَا وَ يَذْبَحُ مِنْهَا اِذَا اشْتَهٰى اَهْلُهُ اللَّحْمَ اَوْ نَزَلَ بِهِ ضَيْفٌ اَوْ رَاٰى بِاَهْلِهِ الَّذِيْ مَعَهُ خَصَاصَةً نَحَرَ لَهُمُ الْجَزُوْرَ اَوْ مِنَ الشِّيَاهِ عَلٰى قَدْرِ مَا يَذْهَبُ عَنْهُمْ بِقَرَمِ اللَّحْمِ وَ يَاْخُذُ هُوَ نَصِيْبَ وَاحِدٍ مِنْهُمْ لَا يَتَفَضَّلُ عَلَيْهِمْ وَ مَنْ اَزْهَدُ مِنْ هٰؤُلَاءِ وَ قَدْ قَالَ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ

(فروع کافی کتاب المعیشۃ جلد دوم مطبوعہ نولکشور ص۲۲۔ فروع کافی جلد نمبر ۵ کتاب المعیشۃ ص ۶۸ مطبوعہ ایران)

ترجمہ:

یہ احادیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کی تصدیق کتاب اللہ کرتی ہے اور کتاب اللہ کی تصدیق ایمان والے کرتے ہیں۔ جو اس کے سمجھنے کے اہل ہوں۔ ابو بکر کو جب بوقت وفات وصیت کرنے کو کہا گیا۔ تو فرمایا میں مال کے پانچویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ حالانکہ خدا نے انہیں تیسرے حصہ کی وصیت کرنے کی اجازت دی تھی۔ آپ اگر نہ جانتے کہ تیسرے حصہ کی وصیت کرنے میں ثواب زیادہ ہوگا۔ تو تیسرا حصہ وصیت کر دیتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد زہد و فضل میں تم ابوذر اور سلمان فارسی کو سمجھتے ہو سلمان فارسی

کو کوئی عطیہ دیتا۔ تو وہ پورے سال کی خوراک کا ذخیرہ کر لیتے۔ حتیٰ کہ آئندہ سال پھر عطیہ ملے۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ زاہد ہو کر ایسا کیوں کرتے ہو۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ اگر آج ہی فوت ہو جاؤ۔ جواب دیا۔ تمہیں میرے زندہ رہنے کی امید نہیں ہے؟ جیسا کہ میرے مرنے کا اندیشہ ہے۔ اے جاہلو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ نفس آدمی پر اس وقت سرکشی کرتا ہے جب تک آدمی اتنی قدر معیشت حاصل نہ کرے۔ جس پر اُسے بھروسہ ہو۔ اور جب اس قدر معیشت مل جاتی ہے۔ تو نفس مطمئن ہو جاتا ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹنیاں اور بکریاں ہوتی تھیں۔ جو دودھ بھی دیتی تھیں۔ اور اگر نہیں گھر والوں کے لیے یا مہمانوں کی خاطر تواضع کے لیے گوشت درکار ہوتا یا اپنے متعلقین کو ضرورت مند دیکھتے۔ تو ان میں سے بکری یا اونٹ ذبح کر لیتے۔ اور سب میں تقسیم فرما دیتے اور اپنے لیے ایک آدمی کی خوراک رکھ لیتے۔ جو دوسروں سے زائد نہ ہو۔ تم جانتے ہو۔ کہ ان تین زاہدوں سے بڑھ کر اور کون زاہد ہو سکتا ہے؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے فرمایا۔ جو کچھ فرمایا۔

امام جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ کل مال کا صدقہ کرنے پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عمل کو بطور حجت اور دلیل پیش کیا۔

۲۔ اپنے اعمال سے کتاب اللہ کی تصدیق وہ مومن کرتے ہیں۔ جن کو اللہ کتاب کی سمجھ عطا فرمائے۔ ان سمجھنے والوں میں ابو بکر صدیق بھی ہیں۔ اسی لیے امام جعفر نے ابو بکر صدیق کے عمل کو بطور حجت پیش فرمایا۔

۳۔ سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما اگرچہ بہت بڑے زاہد تھے۔ لیکن زہد میں ان کا مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کم ہی تھا۔

۴۔ ابوبکر صدیق، سلمان فارسی اور ذر غفاری رضی اللہ عنہم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک بار تعریفی کلمات ارشاد فرمائے۔

امام جعفر رضی اللہ عنہ کی نظر میں مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اہل بیت کے سرتاج سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس قدر کامل الایمان سمجھتے تھے۔ کہ ان کے عمل کو بطور حجت پیش فرمایا۔ اور یہی امام ابوبکر صدیق کو ان حضرات میں سے گردانتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور مزید یہ کہ ابوبکر کا صرف عمل ہی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے تعریفی کلمات ادا فرمانا بھی امام موصوف کی نظر میں بہت اہمیت رکھتا تھا۔

فضیلت ۱۸:

روضۃ الصفا | ذکر اسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ در مبداء حال این خجستہ مآل کہ آفتاب عنایت ازلی بر باطن او پرتو افگند اقوال متعددہ بنظر رسیدہ از انجملہ یکی آنست کہ ابن حمان در تاریخ خویش آوردہ کہ بعد از اسلام زید بن حارث۔ صدیق در راہِ پیش رسول اللہ آمدہ پرسید کہ آیا راستست آنچہ از شما رسانیدہ اند کہ نفی الٰہ ماکردہ وعقلاء ما را از سفہاء شمردہ و بر تکفیر آبا رو اجداد ما اشتغال نمودہ حضرت قدسی نبوی فرمود کہ یا ابابکر من رسول خدا ام و نبی او مرا فرستادہ تا تبلیغ رسالت کنم من ترا میخوانم بخدائی کہ یکیست و شریک ندارد و بخدا سوگند کہ این سخن حق است آنگاہ آیتے چند از فرقان بر زبان معجز بیان گزرانیدہ صدیق ایمان آورد و در مستقصے از قاسم بن محمد نقل کردہ اند کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عرضت الاسلام علی احدٍ الا کانت لہٗ عندہ

کوتہ و تردد و نظر کوالا آیا بکر فانہ لم یتلعثم ای ہان بتوقف فی قبول ایمانہ چوں صدیق بمکارم اخلاق و محاسن اعمال و فضائل پسندیدہ وصفات ستودہ معروف بود بلوازم مہمانداری و شرائط ضیافت در مکہ عدیل و نظیر نداشت و قریش باُو الفتی تمام داشتند و ہمت بمصاحبت او مصروف میداشتند و در عظائم امور از رائے صائب و فکر ثاقب او استعانت مینمودند و چوں اعلم ہمہ قن انساب و تاریخ بود از بایانِ خلق بخدمت او ر مبادرت می نمودند و اخذ فوائد میکردند لاجرم بعد از شرف اسلام باہر کہ یارانِ سابق و دوستانِ موافق صحبت می داشت او را براہ راست و طریق صواب دلالت کردہ بامارات واضحہ و علامات صدق لائحہ قول حضرت نبوی را برائے ایشاں جلوہ داد تا جمعے از اکابر قریش صنادید عرب آمین ہمت مبارکش از بادیہ غوایت بسر چشمہ ہدایت رسیدند چنانچہ اسامی ایشاں درایں اوراق مثبت گشت ۔

(تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۷۷)

ترجمہ :

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا ذکر ۔ وہ مبارک انجام ابوبکر جن کے قلب پر عنایات الٰہی کا آفتاب عکس انگن ہوا ۔ ان کے ابتدائی حالات کے متعلق بہت سے اقوال نظر سے گزرے ۔ من جملہ ایک قول ابن حمدان ، نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ۔ وہ یہ کہ زید بن حارث کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ایک مرتبہ صدیق اکبر کی کسی راستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی ۔ دوران ملاقات صدیق اکبر نے پوچھا ۔ کیا آپ کی طرف سے جو ہمیں اس قسم کی خبریں ملی ہیں ۔ وہ درست ہیں یعنی آپ کہتے ہیں ۔ کہ ہمارے خدا ، خدا نہیں ۔ اور ہمارے عقل مندوں کو آپ نے بے وقوف کہا ۔ اور ہمارے آباو اجداد کو آپ نے کافر کہا ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ سن کر فرمایا۔ اے ابوبکر! میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ اس نے مجھے اپنے احکامات کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہے۔ میں تجھے خدا وحدہٗ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور سنو! اللہ کی قسم! یہ حق ہے۔ اس کے بعد قرآن پاک کی چند آیات معجز بیان آپ نے سنائیں۔ تو صدیق اکبر ایمان لے آئے۔ قاسم بن محمد سے "المستقطی" میں منقول ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے جس کو بھی دعوت اسلام دی۔ اس نے فوری طور پر اسے قبول کرنے میں کچھ تردد اور غور وفکر سے کام لیا۔ ہاں مگر ایک ابوبکر ایسا ہے۔ جس نے اسلام کے فوری قبول کرنے میں کسی قسم کا تردد نہ کیا۔

جب کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اچھے اخلاق، نیک اعمال، پسندیدہ خصلتوں اور اچھی صفات کے ساتھ عوام میں معروف ومشہور تھے۔ اور مہمان نوازی اور مہمانداری کے اوصاف میں پورے مکہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اور قریش کو ان کے ساتھ بے پناہ لگاؤ تھا۔ اور ان کی محبت کو غنیمت سمجھتے تھے۔ اور بڑے بڑے اہم کاموں میں ان کی درست رائے اور روشن اندازِ فکر سے مدد لیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ علم انساب اور تاریخ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ جس کی بنا پر ہم جیسے لوگ ان کی خدمت کو قابلِ فخر سمجھتے تھے۔ اور ان سے فائدہ کی باتیں حاصل کرتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد یہ اپنے قدیمی دوستوں اور دیرینہ ہمنشینوں کو سیدھی راہ اور اچھے طریقہ کی دعوت دیا کرتے تھے۔ اور واضح نشانات اور سچی علامات کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ان لوگوں تک پہنچاتے تے۔ یہاں تک کہ قریش کے بڑے اور عرب کے جانے پہچانے لوگ ان کی ہمت مبارکہ سے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ اور گمراہی کے گڑھوں سے نکل کر ہدایت

کے چشر تک جا پہنچے۔ جیسا کہ ان صفحات میں ان لوگوں کے اسماء گرامی لکھے گئے ہیں (یعنی عثمان بن عفان، طلحہ بن عبداللہ، زبیر بن العوام، سعد بن العوام، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین)

مذکورہ حوالہ سے مندرجہ ذیل فضائل صدیق رضی اللہ عنہ ثابت ہوتے

۱۔ صدیق اکبر کا دل اللہ نے ازلی طور پر نور عنایت کا خزینہ بنایا تھا۔

۲۔ ہر اسلام لانے والے نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بعد کچھ تردد اور دریافت کیا۔ لیکن فوری طور پر بلا حیل وحجت اسلام قبول کرنے والے صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

۳۔ ابوبکر صدیق حسن عمل اعلےٰ اخلاق، اور مہمان نوازی میں مکہ کے اندر اپنی مثال، آپ تھے۔

۴۔ فن تاریخ اور علم الانساب میں ید طولےٰ رکھتے تھے۔ جس کی بنا پر قریش آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے۔

۵۔ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ اور اسلام لانے کے بعد اسی وسعت کی بنا پر بہت سے اکابرین قریش اور عرب کے نامی لوگ آپ کی وجہ سے مشرف باسلام ہوگئے۔

۶۔ عشرہ مبشرہ میں سے عثمان بن عفان، طلحہ بن عبداللہ، زبیر بن العوام، سعد بن ابی الوقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف ایسے جلیل القدر حضرات صحابہ آپ کی کوشش وہمت سے مسلمان ہوگئے۔

فضیلت ۱۹

ایک یہودی سے جب حضرت علی کا بحث مباحثہ ہوا۔ وہ یہودی موسیٰ علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام کے فضائل بیان کرنے لگا۔ تو اس کے مقابلہ میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرنے لگے۔ اس یہودی نے داؤد علیہ السلام کی جب یہ فضیلت بیان کی۔ کہ جب داؤد علیہ السلام اللہ کے خوف سے روتے۔ تو پہاڑ بھی حرکت میں آجاتے۔ تو اس کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

احتجاج طبرسی لَقَدْ عَمِلَ بِمُحَمَّدٍ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا اِذَا كُنَّا مَعَهُ عَلٰى جَبَلِ حِرَآءَ اِذْ تَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَقَالَ لَهُ قَرَّ فَاِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ وَ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدٌ

(احتجاج طبرسی طبع جدید جلد اول ص ۲۲۶ مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ:

حضرت داؤد علیہ السلام کی فضیلت درست ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بڑا اور افضل کام کر دکھایا۔ جب ہم آپ کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے تو اچانک پہاڑ نے حرکت کرنا شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا۔ ٹھہر جا۔ تجھ پر اس وقت ایک نبی، دوسرا صدیق اور تیسرا شہید ہی تو ہے۔

مقام غور:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حرکت کرتے پہاڑ کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی اپنے ساتھ صدیق کا ذکر کر کے اس طرف اشارہ کر دیا۔ کہ اگر کسی کا آپ کے بعد مرتبہ و مقام ہے۔ تو وہ صدیق اکبر کا ہے۔ قرآن پاک نے بھی آیت "انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین" میں یہی ترتیب ذکر فرمائی۔ جس سے اسی مفہوم کی مزید تائید ہوتی ہے۔

ضروری وضاحت:

احتجاج طبرسی کی مذکورہ عبارت کو کچھ لوگوں نے "الانبی صدیق شہید" بغیر "واؤ عاطفہ" ذکر کیا ہے۔ جس سے اُن کا مقصد یہ ہے۔ کہ صدیق اور شہید کوئی دو افراد مراد نہیں، بلکہ صدیق و شہید صرف ایک ہی شخص تھا۔ یعنی اس کا مصداق صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی ہیں۔ صدیق اکبر کا اس روایت میں کوئی ذکر نہیں۔

لیکن جہاں تک کتب اہل سنت و جماعت کا معاملہ ہے۔ اُن میں یہ روایت "واؤ عاطفہ" کے ساتھ۔ یوں بھی منقول ہے۔ لیس علیك الا نبی وصدیق وشهیدان اس میں واؤ عاطفہ بھی ہے۔ اور شہید مفرد کی جگہ شہیدان آیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر واؤ عاطفہ نہ بھی ہو۔ تو بھی مخالف کا مدعٰی ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اس روایت میں حضرت علی کے الفاظ یوں ہیں۔ "اِذَا كُنَّا مَعَهٗ" (جب ہم آپ کے ساتھ تھے) تو لفظ "کنا" جمع متکلم ہے۔ جس سے مراد کم از کم دو افراد ضرور ہوتے ہیں۔ گویا حضرت علی کے فرمان کا یہ خلاصہ ہوا۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم کم از کم دو آدمی ضرور تھے۔ اور زائد بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی خود حضرت علی، صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضوان اللہ علیہم اجمعین

فضیلت نمبر ۲۰:

کشف الغمہ

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ الْحَرْثِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَيَالٍ وَعَلِیٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَمْشِیْ اِلٰى جَنْبِهٖ فَمَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ يَلْعَبُ مَعَ غِلْمَانٍ فَاحْتَمَلَهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ بِاَبِیْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِیِّ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِیٍّ قَالَ وَعَلِیٌّ يَضْحَكُ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۵۰ مطبوعہ تبریز)

ترجمہ:

عقبہ بن حرث سے روایت کی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ابو بکر صدیق کے ساتھ

ایک رات کو باہر نکلا حضرت علی بھی ان کے ساتھ چل رہے تھے۔ چلتے چلتے ابو بکر صدیقؓ کا گزر امام حسن کے پاس سے ہوا اس وقت وہ بچوں میں کھیل رہے تھے۔ ابو بکر صدیق نے انہیں اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ اور کہتے تھے۔ میرے ماں باپ قربان۔ حسن (رضی اللہ عنہ) کی شباہت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی ہے۔ اور حضرت علی سے ان کی مشابہت نہیں ادھر یہ باتیں سن کر حضرت علی ہنس رہے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر قلبی لگاؤ تھا۔ کہ جب امام حسن کی شکل کو حضور سے مشابہ دیکھا۔ تو فرط محبت سے انہیں کندھوں پر بٹھالیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی فراوانی میں یہاں تک کہ گزرے کہ حسن کی شکل حضور کے مشابہ تو ہے۔ لیکن حضرت علی کے مشابہ نہیں۔ یہ سب کچھ محبت صادقہ کی علامات ہی ہیں۔ اور ایسی باتیں سچے پکے دوست ہی کیا کرتے ہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

فضیلت ۲۱: ابو بکر صدیق اور سیدہ عائشہ نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

روضۃ الصفا: آوردہ اند کہ چوں دراں سفر عمرو با جماعتی اجازت داشت کہ صدیق و فاروق داخل ایشاں بود بتدبیر صحیفۂ خاطرش منقش گشت کہ حضرت مقدس نبوی او را از آں دو سعادت مند دوست تر می دارد و با امید آنکہ تصریحی دریں باب از انور در اصحاب صادر گردد فرتی سوال کرد کہ یا رسول اللہ محبوب ترین خلائق نزد تو کیست فرمود کہ عائشہ گفت سوال من از رجال است فرمود پدر او باز پرسید کہ بعد از وے

گیست فرمود کہ عمر۔

(تاریخ روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۲۸۰)

ترجمہ:

بیان کرتے ہیں۔ کہ اس سفر میں جب عمرو بن العاص ایک جماعت کے سپہ سالار تھے۔ جس میں ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم بھی شامل تھے۔ عمرو بن عاص کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان دونوں سے زیادہ نیک بخت اور زیادہ دوست سمجھتے ہیں۔ پھر اس خیال سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاف صاف الفاظ میں اس خیال کی تصدیق فرمادیں۔ پوچھا۔ یارسول اللہ آپ کس کو سب سے زیادہ محبوب سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ عائشہ کو۔ میں نے پوچھا۔ نہیں مردوں میں سے آپ کا محبوب ترین کون ہے؟ فرمایا اس کا باپ (صدیق اکبر) پھر پوچھا اس کے بعد درجہ کس کا ہے فرمایا۔ عمر بن خطاب کا۔

وضاحت:

واقعہ یہ ہے۔ کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی۔ یارسول اللہ! حالتِ کفر میں میں نے اسلام کے خلاف بہت کچھ کیا اب چاہتا ہوں۔ کہ اسلام میں کوئی اہم کام خدمت سرانجام دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "غزوہ ذات السلاسل" کے لشکر کا امیر انہیں مقرر فرمایا۔ جب بمعہ لشکر وہاں پہنچے۔ تو کفار کی بہتات کو دیکھ کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مزید فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ آپ نے حضرت "عبیدہ بن الجراح" کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا۔ جس میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی تھے۔ چنانچہ یہ سب لوگ حضرت عمرو بن العاص کے پیچھے امیر ہونے کی وجہ سے نمازیں پڑھتے رہے۔ اور بالآخر بہت سامالِ غنیمت لے کر فاتحانہ طور پر واپس آئے۔ تو ان باتوں سے حضرت عمرو بن العاص کو خیال ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اقدس میں

مجھ سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہیں ۔ صدیق و فاروق و دیگر صحابہ کا مجھے سردار و امام بنایا۔ اس بنا پر چاہا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ ہی لوں ۔ کہ آپ کے نزدیک محبوب ترین کون ہے ؟ تو ہو سکتا ہے ۔ کہ آپ میرے نام کی صراحت فرما دیں ۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ محبوب ترین عائشہ اور اس کا باپ پھر عمر بن خطاب ہیں ۔

فضیلت نمبر ۲۲ ابوبکر صدیق کے گستاخوں پر خدا کی لعنت ہے

مروج الذہب | دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهٗ وُجُوْهُ قُرَيْشٍ فَلَمَّا سَلَّمَ وَجَلَسَ قَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَسْئَلَكَ عَنْ مَسَائِلَ قَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ وَصِفْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ مَا تَقُوْلُ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ كَانَ وَ اللّٰهِ لِلْقُرْاٰنِ تَالِيًا وَ عَنِ الْمُنْكَرَاتِ نَاهِيًا وَ بِذَنْبِهٖ عَارِفًا وَمِنَ اللّٰهِ خَائِفًا وَ عَنِ الشُّبُهَاتِ زَاجِرًا وَ بِالْمَعْرُوْفِ اٰمِرًا وَبِاللَّيْلِ قَائِمًا وَبِالنَّهَارِ صَائِمًا فَاقَ اَصْحَابَهٗ وَرَعًا وَكِفَافًا وَسَادَهُمْ زُهْدًا وَعَفَافًا فَغَضِبَ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ اَبْغَضَهٗ وَطَعَنَ عَلَيْهِ۔

(مروج الذہب للمسعودی جلد سوم ص ۵۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ کے پاس گئے ۔ اس وقت قریش کے چیدہ چیدہ لوگ وہاں موجود تھے ۔ سلام کہنے کے بعد بیٹھے ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم سے اے عبداللہ کچھ مسائل دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔ فرمایا جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو ۔ پوچھو ۔ پوچھا

ابوبکر صدیق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ کیسے تھے؟ فرمایا۔ اللہ رحم کرے ابوبکر پر۔ خدا کی قسم! وہ قرآن پڑھنے والے، منکرات سے منع کرنے والے، اپنے گناہوں سے واقف، اللہ سے ڈرنے والے، شبہات سے ڈانٹنے والے، معروف کا حکم کرنے والے، شب بیدار اور دن کو روزہ رکھنے والے تھے۔ تقویٰ، پاکدامنی میں اپنے ساتھیوں سے فوقیت کے لیے۔ زہد و عفت میں اُن کے سردار تھے۔ اللہ اس پر غضب نازل کرے۔ جو ابوبکر سے ناراض ہوا۔ اور جس نے ابوبکر پر زبان طعن درازی کی۔

وضاحت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت علی کے چچازاد بھائی تھے۔ اہل بیت میں حضرت علی کے بعد سب سے بلند مرتبہ والے تھے۔ "شیخ عباس قمی" نے "منتہی الآمال" میں ان کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا۔

منتہی الآمال

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما از اصحاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم و محبین، امیرالمومنین و تلمیذ آں جناب است علامہ در خلاصہ فرمود۔ کہ حال عبداللہ در جلالت و اخلاص بامیرالمومنین علیہ السلام اشہر از آنست کہ مخفی باشد۔.........

وابن عباس در علم فقہ و تفسیر و تاویل بلکہ انساب و شعر امتیاز می تمام داشت بسبب تلمذ امیرالمومنین (ع) و ہم بجہت دعائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم در حق او زیرا وقتی از برائے غسل آنحضرت در خانۂ خالہ اش میمونہ زوجہ آنحضرت آب حاضر ساخت حضرت دعا کرد در حق او و گفت اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَ عَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ؛

(منتہی الآمال جلد اول ص ۱۴۲ مطبوعہ ایران)

ترجمہ :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے۔ اور امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محبین میں سے تھے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد بھی تھے۔ علامہ نے خلاصہ میں بیان کیا۔ کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جو تعلق اور خلوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ علم فقہ تفسیر اور تاویل بلکہ انساب و شعر میں امتیازی خاصیت کے حامل تھے اس کی وجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی، شاگردی تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں مخصوص دعا بھی فرمائی تھی۔ ایک وقت جب اپنی خالہ کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل شریف کے لیے انہوں نے پانی کا بندوبست کیا۔ آپ کی خالہ کا نام میمونہ تھا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ تھیں۔ پانی حاضر کرنے پر حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ اے اللہ! عبداللہ بن عباس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔ اور تاویل سکھا۔

یہ تھا مختصر تعارف اسی شخصیت کا جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُن کے عظیم اوصاف بیان کیے۔ جب اُن کا قول حضرت علی کا قول اور اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو۔ تو انصاف کیجئے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والے کو حضرت عبداللہ نے کیا کہا؟ وہ شخص یقیناً خدا کا مغضوب اور ملعون ہے۔ اور جس پر اللہ کا غضب و لعنت ہو۔ اس کے بدبخت ہونے میں اور کیا کسر رہ جاتی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا نصب العین اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ناسخ التواریخ :

جیش اسامہ وہ لشکر تھا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کے زیرِ امارت کفار سے جنگ کے لیے روانہ فرمایا تھا ابھی وہ کوچ نہ کر پایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دار فانی سے پردہ فرما گئے چنانچہ یہ لشکر رک گیا شیعہ مورخ مرزا محمد تقی اس کے بعد کے احوال لکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو سپرد خاک کرنے سے تیسرے ہی روز بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اعلان کروا دیا کہ جو لشکر نبی علیہ السلام نے روانہ فرمایا تھا۔ اسے آپ کی رحلت کے سبب رکنا پڑا اب وہ لشکر فوراً روانہ ہو جائے کیونکہ نبی علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی ناممکن ہے۔ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے یہ درست نہیں جو آپ نے حکم دیا ہے۔ آخر آپ جانتے ہیں کہ کئی عرب قبائل دین اسلام سے برگشتہ ہو چکے ہیں بہت سے قبائل میں مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہیں کئی قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا ہے ان حالات میں اگر یہ لشکر روانہ کر دیا گیا تو خلیفۃ المسلمین یعنی آپ کی ذات کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کہا۔

من فرمان پیغمبر دیگرگوں نکنم و خداوندِ بیچوں را محافظ خویش دانم۔

(ناسخ التواریخ تاریخ خلفاء جلد اول ص ۱۸۷ طبع جدید تہران

مصنفہ مرزا محمد تقی شیعہ)

ترجمہ۔ میں نبی کا فرمان بدل نہیں سکتا اور خدائے وحدہٗ کو اپنا محافظ سمجھتا ہوں۔

اسی صفحہ پر اس سے آگے شیعہ مورخ کہتا ہے کہ صدیق اکبر کا یہ جواب پا کر لوگوں

نے عمر رضہ کے توسط سے آپ کے سامنے یہ بات رکھی کہ جلو کم از کم اسامہ رضہ کو لشکر کی امارت سے ہٹا دیا جائے کہ وہ ابھی بچہ ہے ابو بکر رضہ نے جواب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا۔

اے عمر سخن دیوانگاں گوئی آنرا کہ پیغمبر بر داشتہ است من چگونہ توانم، پست کرد؛

ترجمہ - اے عمر دیوانوں کی سی باتیں نہ کرو جسے نبی علیہ السلام نے سرفراز کیا ہو میں ابوبکر اسے کس طرح پست کر سکتا ہوں؛

نتیجہ مذکورہ حوالہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوئی کہ ابو بکر صدیق رضہ کو نبی علیہ السلام کا حکم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نہ اپنی جان کی پرواہ کی نہ صحابہ کا اجتماعی مشورہ قبول کیا بلکہ نبی علیہ السلام کا حکم پورا کرتے ہوئے آپ کے وصال کے تیسرے روز بعد لشکر اسامہ رضہ روانہ کر دیا۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بات میں خواہ کتنے مصالح ہوں اور وہ کتنی ہی سنجیدہ ہو اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے خلاف ہے تو وہ صدیق اکبر کے نزدیک دیوانوں کی سی بات کا درجہ رکھتی ہے۔ اور یہ سارا کچھ اس لیے ہے کہ صدیق اکبر کا سینہ عشقِ رسول سے معمور اور زندگی کا نصب العین صرف اور صرف اتباع رسول تھا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خوفِ خدا و طاعتِ رسول

ناسخ التواریخ :

آپ جیشِ اسامہ رضہ کو روانہ کرنے کے لیے لشکر کے ساتھ پا پیادہ روانہ ہوئے جبکہ سب لشکری سوار تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضہ نے اپنا گھوڑا پیش کیا کہ اس پر بیٹھیں۔ سارا لشکر اسامہ رضہ و دیگر صحابہ نے بھی کہا۔ اتنا فاصلہ آپ پا پیادہ چل سکیں گے؟ سوار

ہو جائیں۔

آگے شیعہ مؤرخ کے الفاظ میں صدیق اکبر کا جواب سنیئے۔

ابو بکر گفت چند از اینگونہ سخن کنید مگر نشنیدید کہ رسول خدا فرمود۔ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ حَرَّمَ اللهُ بَدَنَهُ عَلَى النَّارِ (ترجمہ) پائے ہر کس در راہ خدا گرد آلود شود آتش دوزخ برا و دست نیابد، ایں بگفت و لختے از بیرون مدینہ طی مسافت کرد۔

(ناسخ التواریخ تاریخ خلفاء ص۱۸۷)

ترجمہ۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس طرح کی کئی باتیں کہیں مگر تم نے سنا نہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہو گئے۔ اللہ نے اس کا بدن دوزخ پر حرام کر دیا۔ یہ کہا اور مدینہ سے ایک منزل دور تک لشکر کے ساتھ چلے۔

معلوم ہوا شیعہ مؤرخ کی اس روایت سے یہ ثابت ہوا کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے فرمان پر اس قدر فدا اور جان نثار تھے کہ باوجود امیر المؤمنین ہونے کے اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر سوار کرنے کے بعد ایک منزل تک پا پیادہ ساتھ چلتے رہے تاکہ لوگوں کو نبی علیہ السلام کی سنت واضح کر دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ اس کی تقلید کریں۔

فرمانِ علی۔ حضور کی بشارت ہے کہ ہر حال میں صدیق کیلئے فتح ہی

ناسخ التواریخ:

مرزا تقی شیعہ کے بقول صدیق اکبر نے جب جنگ روم کا آغاز کیا اور آپ ہی

کے دور میں رومی فتوحات کی ابتدا ہوئی۔ رومیوں سے جنگ کی ابتدا کرنے سے قبل صدیق اکبر نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا آگے مرزا تقی کی عبارت سنیں۔

ابو بکر روئے بعلی علیہ السلام کرد وگفت یا ابا الحسن تنا تو چہ فرمائی علی فرمود چہ تو خود راہ برگیری و چہ سپاہ بتازی ظفر تراست۔ ابو بکر گفت بشرک اللہ یا ابا الحسن از کجا گوئی؟ فرمود از رسولِ خدا مِن آمدہ

(ناسخ التواریخ تاریخ خلفاص ۲۹۵ جلد اول۔ طبع جدید تہران تصمیم ابو بکر بفتح بلاد روم)

ترجمہ۔ ابو بکر رضؓ نے علی علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور پوچھا کہ اس بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ علی علیہ السلام نے کہا خواہ آپ خود جنگ کے لیے جائیں خواہ لشکر بھیجیں کامیابی آپ کے لیے ہے۔ ابو بکر نے کہا ابو الحسن! اللہ آپ کو بشارت دے یہ آپ کہاں سے (کس دلیل سے) کہہ رہے ہیں۔ کہا یہ بات رسول خدا سے مجھے ملی ہے۔

الحاصل شیعہ مؤرخ کی مذکورہ عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ ابو بکر صدیق اور علی مرتضیٰ کے درمیان غایت درجہ الفت و محبت تھی۔ اسی لیے روم جیسی عظیم سلطنت کے ساتھ جنگ کا وقت آنے پر صدیق اکبر نے علی مرتضیٰ سے مشورہ کیا۔ اس میں کیا شک ہے کہ ایسے نازک مراحل پر مخلص دوستوں سے ہی مشورہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ صدیقی فتوحات کے متعلق نبی علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی جس کی تصدیق شیر خدا علی مرتضیٰ نے فرمادی۔

۳۔ یہی وہ فتوحات ہیں جن کی پیش گوئی قرآن کریم نے آیہ استخلاف پارہ ۱۸ رکوع ۱۲

ہی فرمائی ہے جہاں قرآن نے واضح کر دیا ہے یہ فتوحات رسولِ خدا کے خلفاء برحق
کے ادوار میں ہوں گی، ثابت ہوا صدیق اکبر رسولِ خدا کے ایسے سچے اور برحق
جانشین ہیں جن کی سچی خلافت کا وعدہ قرآن نے کیا رسول کریم نے بشارت دی اور
علی مرتضیٰ نے اس کی تصدیق کی۔ فالحمدللہ

صدیق اکبر کا لشکر بمدد الٰہی پیدل دریا عبور کر گیا۔

ناسخ التواریخ:

مرتدین کو دعوتِ اسلام دینے اور بصورت دیگر ان کا قلع قمع کرنے کے لیے
صدیق اکبر نے صحابی رسول علاء بن الحضرمی رض کی امارت میں بحرین کی طرف لشکر بھیجا
جیسا کہ ناسخ التواریخ تاریخ خلفاء صـ۲۵ جلد اول میں مرقوم ہے۔ لشکر نے بحرین میں
زبردست جنگ کے بعد مرتدین پر فتح حاصل کی اور وہ بھاگ اٹھے مہاجرین وانصار
کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا۔ مقام ہجر پر مرتدین ایک دریا کے کنارے جا پہنچے جہاں
وہ بقدر حاجت کشتیوں پر سوار ہو کر دیگر باقی ماندہ کشتیوں کو جلا کر خاکستر کرتے ہوئے
دریا عبور کر گئے۔ صدیق اکبر کا فرستادہ لشکر جب دریا کے کنارہ پہنچا اور یہ ماجرا دیکھا
تو بارگاہ خدا میں مدد کے لیے دعا کی آگے شیعہ مؤرخ مرزا تقی سے سنیئے۔

ایں بگفت واسپ درآب براند واز کنار بحر آب عبر دہی کرد چناں
افتاد کہ آب از زانوئے اسپ وپیادہ بالا نگرفت۔

(ناسخ التواریخ تاریخ خلفاء جلد اوّل صـ۲۵۵ طبع
جدید تہران)

ترجمہ۔ حضرت علاء رض نے یہ کہا اور گھوڑا پانی میں ڈال دیا یوں ماجرا ہوا کہ

دریا کا پانی گھوڑوں اور پیدل چلنے والوں کے گھٹنوں سے اوپر نہ گیا۔

غیب سے پانی مہیا کیا گیا یہی لشکر بحرین میں ایک جگہ وادی میں سے گذر رہا تھا۔ مسلسل تین دن اس وادی کو عبور کرتے گزر گئے مگر کہیں پانی نہ مل سکا۔ لشکری موت کا انتظار کرنے لگے اچانک انہوں نے دور سے پانی کی چمک دیکھی کہنے لگے سراب ہو گا۔ بعض نے کہا دیکھ تو لیں۔ جب وہاں پہنچے تو بہت سا پانی کھڑا تھا سب انسان اور جانور خوب سیراب ہوئے حالانکہ وہاں کبھی لوگوں نے پانی نہیں دیکھا تھا اور پھر اس کے بعد انہوں نے یہی وہاں پانی نہ دیکھا۔ یہی بات دیکھ کر بہت سے مرتد تائب ہو گئے۔

(ناسخ التواریخ تاریخ خلفاء جلد اوّل ص۲۵۵ طبع جدید)

الحاصل ثابت ہوا صدیق اکبر جس طرف لشکر بھیجیں رب العلمین اس کی حفاظت فرماتا اور غیب سے امداد کرتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صدیق اکبر رسول کریم ان برحق خلفاء میں سے ہیں جن کی خلافت کا اللہ تعالیٰ نے آیہ استخلاف میں وعدہ فرمایا اور یہ بھی وعدہ فرمایا کہ ان کے دور میں اسلام غالب ہو گا چنانچہ۔ خلفاء ثلاثہ کے ادوار میں ظاہر ہونے والی فتوحات اور تائیدات الٰہیہ نے اس کی تصدیق کر دی کہ آیہ استخلاف خلفاء راشدین ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔